تبصرہ کتب

التبیان فی علوم القرآن

مؤلف: استاذ محمد علی صابونی / مترجم: مولانا محمد ابراہیم فیضی

ناشر: اعظم کراچی / سن طباعت: مئی ۲۰۰۵

صفحات: ۳۰۴ / قیمت: ۱۹۰ روپے

تبصرہ نگار: محمد اعظم سعیدی (قومی ادبی انعام یافتہ ادیب)

التبیان فی علوم القرآن، فضیلۃ الشیخ محمد علی الصابونی استاذ کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیہ مکہ مکرمہ کی ان یادداشتوں پر مشتمل تالیف ہے جو انہوں نے افادۂ طلباء کے لئے تحریر فرمائی تھیں۔ مؤلف محترم نے اگرچہ اس تالیف کا سبب افادۂ طلبا مذکور فرمایا ہے مگر تفہیم قرآن کا ذوق رکھنے والا ہر فرد اس سے استفادہ کرسکتا ہے۔ اس لیے کہ عنوانات قرآن کی تفہیم وتوضیح کے لیے جن علوم وعنوانات کو مدنظر رکھنا شرط ہے وہ جملہ عنوانات اس کتاب میں بالاختصار تحریر کر دیے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے اس کتاب کی جامعیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسے اپنے نصاب میں شامل کیا ہے۔

التبیان فی علوم القرآن ۹ فصول پر مشتمل ۳۰۴ صفحات پر محیط ہے مؤلف محترم نے ہر فصل میں عنوان کی جامعیت کا اس طرح حق ادا کیا ہے کہ اسے کسی پہلو سے بھی تشنہ نہیں رہنے دیا۔ مثلاً فصل اول میں علوم قرآن کے زیرعنوان، علوم قرآن سے مقصود، قرآن کی تعریف، فضائل قرآن، نزول قرآن کی ابتداء، اول وآخر نازل ہونے والی آیات جیسے سات عنوانات پر اگرچہ مختصر لیکن اجمالی جامع گفتگو کی گئی ہے۔ اس فصل میں ایک جدت یہ اختیار کی گئی ہے کہ حسب روایت فضائل قرآن تحریر کرنے سے پہلے علوم قرآن پر قلم اٹھایا گیا ہے اور بطور استشہاد احادیث رسول ﷺ کو لایا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ علوم قرآن کا مقصد اس کتاب الٰہی سے متعلق کن کن امور سے بحث کرنا ہے۔ بعد ازاں قرآن کی تعریف، فضائل، آیات واحادیث کی روشنی میں تحریر کر کے ساتھ ہی قرآن مجید کے چند دیگر اسماء قرآنی آیات سے اخذ کر کے قلمبند کیے گئے ہیں، اسی طرح نزول قرآن کی ابتداء اور یہ کہ باعتبار نزول کے سب سے پہلی اور سب سے آخری آیت کون سی ہے اس پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ اور آثار صحابہ واقوال مفسرین سے یہ ثابت کیا ہے کہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۱ ہے اور سورۂ مائدہ کی آیت الیوم اکملت لکم دینکم ۔الخ۔ کے بارے میں جو عام شہرت ہے کہ وہ آخری آیت ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ اس آیت کے نزول کے بعد حضور اکرم ﷺ تقریباً ۸۱ دن دنیا میں جلوہ افروز رہے۔ جبکہ سورۂ بقرہ

کی آیت ۲۸۱ کے نزول کے بعد آپ ﷺ صرف ۹ راتیں اس دار فانی میں قیام پذیر رہے۔ لہٰذا باعتبار نزول آخری آیت واتقوا یوما ترجعون فیه الی الله ۔الخ۔ ہے نیز اس حوالے سے مذکور تمام اشکالات کے مثبت ومسکت جوابات دیے گئے ہیں۔ مترجم فاضل محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فیضی نے فصل اول میں مذکور احادیث کی جو تخریج کی ہے اور قارئین کی سہولت کے لیے سورتوں کے نام اور آیات نمبر دیے ہیں وہ پروف کی غلطی کے باعث دور بین سے بھی نہیں پڑھے جاتے بھی دیے موجود ہیں الفاظ مفقود ہیں۔

فصل دوم۔ میں اسباب نزول کے زیرعنوان، اسباب نزول کی معرفت کے فوائد اور اسی قبیل سے چھ عنوانات قائم کر کے پہلے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اسباب نزول سے آگاہی کے بغیر بعض آیات کی تفہیم اور اس میں موجود احکام کی معرفت ناممکن ہے اس لیے قرآنی آیات کے مفہوم ومقصود کو سمجھنے کے لیے اسباب نزول سے واقفیت از حد ضروری ہے۔ اس کی تائید میں بطور مثال پانچ مختلف آیتیں تحریر کی گئی ہیں۔ بعد ازاں سبب نزول کی تعریف اور اس کی معرفت کا طریقہ میں واضح کیا گیا ہے کہ محض خیال وراء سے اسباب نزول کا ادراک ناممکن ہے۔ پھر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایک ہی آیت کے متعدد اسباب نزول بھی ہو سکتے ہیں۔ اسکی تائید میں بطور استشہاد چند آیات کے متعدد اسباب نزول، احادیث سے نقل کیے گئے ہیں تاکہ قارئین کو اطمینان ہو۔ اس فصل کے آخر میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ نزول آیت کا سبب چاہے خاص ہو مگر اعتبار عموم لفظ کا ہی ہوگا۔ اس فصل میں بھی احادیث کی جو تخریج کی گئی ہے اور سورتوں کے نام وآیت نمبر وغیرہ کی طباعت بہت ہی ناقص ہے۔

فصل سوم۔ میں قرآن مجید کے بتدریج نزول کی حکمت کے زیرعنوان تقریباً سات عنوانات قائم کر کے اس موضوع کو بائیس صفحات میں سمیٹا گیا ہے۔ البتہ نزول قرآن کی کیفیت کے زیرعنوان جو دو سطریں تحریر کی گئیں ہیں وہ عنوان مذکورہ کے ضمن میں نہیں آئیں کیونکہ موجود مواد نزول اول وثانی کے متعلق ہے۔ مگر نزول اول وثانی کے حوالے سے جو حکمتیں اور آثار صحابہ جمع کیے گئے ہیں وہ مجھ سے طالب علموں کے لئے بہت ہی مفید ہیں۔ اس میں بتدریج نزول قرآن پر کیے گئے اعتراضات کے شافی جوابات موجود ہیں۔ اور یہ بھی کہ بعض احکامات الٰہیہ اگر یکدم نافذ کر دیے جاتے تو یہ مسلمانوں کے لیے سخت آزمائش ثابت ہوتے لہٰذا آیات احکام کے بتدریج نزول میں حکمت الٰہیہ مسلمانوں کو آسانی پہنچانا اور ان کی معاشرتی ناپسندیدہ عادتوں کو بتدریج حکیمانہ انداز میں ختم کرنا مقصود تھا۔۔۔ بعد ازاں نبی ﷺ پر عطائے قرآن کی کیفیت کے زیرعنوان یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب آیات لے کر حاضر

ہوتے تو دوران نزول آپ ﷺ کو ان آیات کو حفظ کرنے میں سخت محنت کرنا پڑتی۔ نیز ایسے سوالات کے بھی شافی جوابات دیئے گئے ہیں کہ حضرت جبرائیل آپ کے پاس قرآن مجید کا مفہوم لے کر آتے تھے اور جو الفاظ ادا کرتے تھے وہ جبرائیل کے اپنے ہوتے تھے ایسے سوالات اور سوچ کو باطل، سراسر گناہ اور اجماع امت سے متصادم قرار دیا گیا ہے۔ آخر میں براہین و دلائل قاطعہ سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سنت نبویہ یعنی احادیث شریفہ بھی از قبیل وحی الٰہی ہیں البتہ احادیث کے الفاظ حضور اکرم ﷺ کے ہیں جبکہ معنی و مفہوم من جانب اللہ ہیں۔

فصل چہارم۔ جمع قرآن کے حوالے سے تقریباً بارہ عنوانات قائم کر کے جمع و تدوین قرآن کے موضوع پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ سب سے پہلے قرآن مجید کی حفاظت کے ذرائع اور اس کے طریقہ کار کو احادیث و آثار کی روشنی میں قلمبند کیا گیا ہے۔ پھر عہد صدیقی میں قرآن مجید کو جمع کرنے کا طریقہ ضبط تحریر میں لا کر بعض اٹھائے گئے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ اس طرح مصحف صدیقی کے امتیازات واضح و ثابت کیئے گئے ہیں نیز مصحف واحد میں قرآن کو جمع نہ کرنے کی تائید میں جو دلائل دیئے گئے ہیں وہ بہت ہی جامع، مثبت اور مسکت ہیں۔۔۔۔ بعد ازاں عہد عثمانی میں جمع قرآن اور اسکے اسباب پر سیر حاصل قلم اٹھایا گیا ہے آخر میں عہد صدیقی اور عہد عثمانی کے جمع قرآن میں فرق کو بہت ہی خوبصورت انداز میں واضح کیا گیا ہے۔

فصل پنجم۔ میں تفسیر اور مفسرین کے موضوع کے تحت ہم قرآن کی تفسیر کیوں کرتے ہیں۔ تفسیر اور تاویل میں فرق اور تاویل کے معنی جیسے کئی عنوانات پر تفصیلی گفتگو کرنے کے بعد تفسیر کی اقسام کو بیان کیا گیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ جو تفسیر قرآن کی قرآن سے ہو یا قرآن کی تفسیر سنت نبویہ سے ہو یا قرآن کی صحابہ کرام سے منقول تفسیر ہو تو اسے تفسیر بالروایت کہتے ہیں پھر متعدد آیات سے تفسیر بالروایت کی مثالیں تحریر کی گئیں ہیں اور اسی تفسیر کو بہترین و اعلیٰ تفسیر قرار دیا ہے۔ اس کے بعد تفسیر کی دوسری قسم تفسیر ماثور پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ تفسیر جب سند صحیح کے ساتھ رسول ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہو تو یہ بھی قرآن مجید کی سب سے عمدہ تفسیر ہے۔ لیکن منقول روایات کی تحقیق کرنا اور غور و فکر سے کام لینا انتہائی ضروری ہے تاکہ خرافات سے لبریز اسرائیلی روایات تفسیر ماثور میں شامل نہ ہو سکیں آخر میں روایت بالماثور کے ضعف پر مفسرین کے اقوال کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے۔

فصل ششم۔ اس فصل میں اہل مکہ کے طبقۂ مفسرین اور اہل مدینہ کے طبقۂ مفسرین کے اسماء گرامی مع مختصر مگر جامع اور ضروری حالات بھی تحریر کیئے گئے ہیں اسی طرح اہل عراق کے تابعین مفسرین

کے اسماء گرامی مع مختصر حالات بھی قلمبند کیئے گئے ہیں جن میں مختلف الحال حضرت عطاء خراسانی کا ذکر بھی ہے جن کے بارے میں اصحاب رائے کی واضح تحفظات ہیں اور ارباب جرح و تعدیل بھی مختلف الرائے ہیں۔

فصل ہفتم۔ میں اعجاز قرآن کے زیر موضوع، قرآن عظیم کی تعلیم و تدریس میں مکمل توجہ، قرآن دائمی معجزہ، اعجاز قرآن کے معنی اعجاز کا تحقق کب ہوتا ہے۔ چیلنج میں قرآن کا اسلوب، چیلنج کی اقسام، اعجاز قرآن پر مثال، معجزۂ الٰہیہ کی ۵ شرائط، قرآن کے اعجاز کا بیان، اہل صرفہ کا مذہب، اعجاز قرآن میں علماء کی آراء و وجوہ اعجاز، پہلی وجہ تاریخ سے مثالیں، دوسری وجہ خصائص اسلوب قرآن خصائص کی توضیحی مثالیں، تیسری وجہ اصمعی اور ایک لڑکی کا واقعہ، چوتھی وجہ کامل تشریع الٰہی، دور حاضر کی مثالیں پانچویں وجہ غیب کی خبریں، چھٹی وجہ جدید عصری علوم سے عدم تعارض جیسے بائیس (۲۲) عنوانات قائم کر کے اس حقیقت کو روز روشن کی طرح عیاں کیا گیا ہے کہ قرآن مجید ہر طرح، ہر طریقے، ہر پہلو اور ہر حوالے سے، الحمد سے لیکر والناس تک معجزہ ہی معجزہ ہے۔ اپنی مثال آپ ہے پھر اعجاز قرآن کے معانی بیان کر کے یہ واضح کیا گیا ہے کہ کون کون سے امور کے بکثرت میسر ہونے پر اعجاز قرآن کا تحقق ہوتا ہے۔ نیز قرآن نے اپنے بے مثل ہونے کا جو دعویٰ کیا ہے اور ساتھ ہی اپنی مثل ایک سورت بنالانے کا جو چیلنج دیا ہے۔ اس چیلنج کے بے نظیر اسلوب پر گفتگو کر کے پھر چیلنج کی اقسام بیان کی گئی ہیں اور اس کی تائید و استشہاد میں بھی متعدد آیات ہی پیش کی گئیں ہیں۔ مزید طرہ یہ کہ آیات قرآنیہ سے ہی اعجاز قرآن کی مثالیں دی گئی ہیں۔۔۔۔ بعد ازاں معجزۂ الٰہیہ کی پانچ شرائط اور اسے متعلقات پر مع امثلہ مفصل بحث کر کے اعجاز قرآن کے ضمن میں اہل صرفہ کا مذہب اور اسکے بارے میں علماء کی آراء کو تحریر کیا گیا ہے۔ اس طرح قرآن مجید کی دس وجوہ اعجاز پر تاریخی امثلہ پیش کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عرب کے ارباب فصاحت و بلاغت اور قادر الکلام شعراء اور موجدین اسلوب نادر نے نظم قرآن کے منفرد و جداگانہ اسلوب کو تسلیم کیا ہے۔ بعد ازاں خصائص اسلوب قرآن کی توضیحی مثالیں تحریر کی گئی ہیں۔

فصل ہشتم۔ میں بھی تفسیر بالروایت کے ضمن میں قرآن کریم کے علمی معجزات تحریر کیے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض معجزات ایسے ہیں کہ جن کی تائید چودہ صدیوں بعد آج کی جدید سائنسی تحقیق بھی کر رہی ہے جیسے وحدت کونی، عالم کونی کا وجود میں آنا، ایٹم کی تقسیم، آکسیجن کی کمی، ہر شے کا جوڑا، جنین کے پردے، انسانی انگلیوں کے نشانات وغیرہ جیسے بیسیوں وہ قرآنی معجزات ہیں جن کی تائید سائنس اور زمینی فزکس کر رہی ہے اسطرح دس گیارہ وجوہ اعجاز پر ص ۱۸۷ سے ص ۲۱۲ تک تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ جبکہ تفسیر کی پہلی قسم

یعنی تفسیر بالروایت کی یہ مذکورہ بحث خاصی طویل ہے جس میں تمام جزئیات کو زیر بحث لایا ہے یعنی یہ موضوع جو ص ۹۸ سے ص ۲۱۳ تک محیط ہے اس کو کسی بھی پہلو سے تشنہ نہیں رہنے دیا گیا۔ اعجاز قرآن کے موضوع پر کام کرنے والے اسکالرز کے لیے یہ باب انڈیکس کا کام دے گا نیز عنوانات قائم کرنے کے لئے بھی مددگار ثابت ہوگا۔ آخر میں ان افراد کا ذکر ہے جنہوں نے جھوٹی نبوت کے دعوے کیے اور اپنے کلام کو وحی الٰہی قرار دیا۔ جیسے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ اسدی اور نضر بن حارث وغیرہ ہیں مگر ان کا کلام اس قابل ہی نہیں تھا کہ اسے قرآن کے معارضہ میں پیش کیا جاسکتا۔ اسی طرح اعجاز قرآن کے متعلق دیگر شبہات کا بھی رد کیا گیا ہے اور اس قسم کے شبہات کو سراسر فریب کاری اور بدطینت نصرانیوں کے خیالات فاسدہ ثابت کیا گیا ہے۔

اسی فصل ہشتم میں تفسیر کی دوسری قسم تفسیر بالدرایہ یعنی تفسیر بالرائے پر بھی بڑی گہری نظر ڈالی گئی ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس قسم کی تفسیر میں صحابہ کرام اور تابعین عظام کے ذکر کردہ اقوال کے بجائے اپنے اجتہاد و رائے پر ہی اعتماد و اکتفاء کیا جاتا ہے اس ضمن میں تفسیر بالرائے کا معنی و مفہوم بیان کرکے اسکی اقسام اور تعریف تفصیل سے بیان کی گئی ہے بعد ازاں چار اہم اصول تفسیر تحریر کرکے مفسر کے لیے پندرہ علوم پر کمال دسترس کو لازمی قرار دے کر پھر ان پندرہ علوم پر کہیں اجمالاً اور کہیں تفصیلاً گفتگو کی گئی ہے اور نظائر میں بطور تائید آیات متعددہ کو لایا گیا ہے۔ نیز اسی فصل میں مراتب تفسیر اور وجوہ تفسیر تحریر کرکے تفسیر بالرائے کے جواز و عدم جواز میں علماء کے اقوال و دلائل درج کرکے پھر اس اجتہادی تفسیر کے متعلق امام غزالی، علامہ راغب اصفہانی اور علامہ قرطبی کے خیالات تحریر کیے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں اسی فصل میں تفسیر کی تیسری قسم تفسیر اشاری کا معنی و مفہوم، شرائط اور اسے متعلق علماء کی آراء کو تفصیل سے ذکر کرکے پھر تفسیر اشاری کے چند نمونے تحریر کیے گئے ہیں اور موضوع پر اہم تفاسیر کی خوبیوں اور خامیوں پر قلم اٹھایا گیا ہے جبکہ خلاصہ بحث میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ تفسیر اشاری اگرچہ شرع سے تائید یافتہ ہے مگر اس میں بعض فاسد تاویلات داخل ہوگئی ہیں اور کچھ لوگوں نے علماء کی مقرر کردہ شرائط کی پابندی نہ کرتے ہوئے باطنی مسلک کی پیروی کی ہے، اگرچہ اس تفسیر میں لفظی تحریف نہیں ہوتی لیکن معنوی تحریف سے لبریز ہوتی ہے۔

اسکے معاً بعد غرائب تفسیر کو موضوع سخن بنایا گیا ہے کہ بعض لوگ قرآنی الفاظ سے ایسے عجیب قسم کے مفہوم اخذ کرلیتے ہیں جو قرآن کا مطلب ہی نہیں ہوتے۔ لہٰذا علم کے ایسے دعویدار قطعاً احمق ہیں۔ ایسے عجیب و غریبانہ اقوال کو سننا، جاننا، جمع کرنا اور ان پر اعتماد کرنا جائز نہیں ہے۔ کتاب میں علامہ کرمانی کی مطاوعت میں ایسے تفسیری غرائب کی چند مثالیں بھی دی گئی ہیں اس بحث کے آخر میں تینوں قسم کی تفاسیر یعنی

تفسیر بالروایہ، تفسیر بالدرایہ اور تفاسیر اشاری میں سے چند مشہور تفاسیر کے نام اور ان کے مؤلفین کا مختصر تعارف بھی کرایا گیا ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ بعض سازوں اور واضعین نے قرآن مجید کی سورتوں کے فضائل اور بعض اعمال کے فضائل میں جو جھوٹی روایتیں بیان کی ہیں وہ نا قابل التفات ہیں جن لوگوں یا جماعتوں نے ایسا کیا ہے ان سب کے مقاصد الگ الگ تھے مثلاً مغیر کوفی اور محمد شامی کا مقصد لوگوں کے دلوں میں عقائد و ایمانیات میں شک پیدا کرنا تھا جیسے محمد شامی نے ختم نبوت کے عقیدے میں شک پیدا کرنے کی نیت سے حدیث گھڑی تھی۔ بعض لوگوں نے اپنی پیروی کرانے کے لئے حدیثیں وضع کیں۔ بہرحال اس عنوان پر اگرچہ اجمالاً لیکن انتہائی جامع گفتگو کی گئی ہے۔ اسکے بعد قرآن میں غیر عربی الفاظ ہیں یا نہیں؟ اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن میں کوئی غیر عربی لفظ نہیں ہے۔ اس بحث کو سمیٹتے ہوئے آخر میں تحریر فرمایا ہے کہ قرآن مجید کا لفظی ترجمہ کرنا جائز نہیں ہے۔ ساتھ ہی ترجمہ کا معنی اور اسکی اقسام بھی تحریر کردی گئی ہیں۔ بہر حال یہ آٹھویں فصل بہت ہی مدید ہے جو ص ۸۱ سے شروع ہو کر ۲۸۱ پر اختتام کو پہنچتی ہے۔

فصل نہم۔ سات لغات پر نزول قرآن اور مشہور قراءتوں پر بحث سے مزین ہے۔ اس میں مذکورہ لغات پر نزول کی حکمت اور سات حرفوں پر نزول قرآن کا معنی بیان کرکے لفظ احرف کی تفسیر کے حوالے سے علماء کے اختلاف کو بیان کیا گیا ہے جبکہ آخری رائے کے طور پر امام رازی کی رائے کو مقبول مانا گیا ہے۔ اسکے بعد یہ بحث شروع کی گئی ہے کہ اب بھی مصاحف میں سات حروف ہیں؟ اس سلسلے میں پہلے تو علامہ قرطبی کے مذہب پر تنقید کرکے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اب بھی مصاحف میں سات حروف موجود ہیں گویا اس موضوع سے متعلق تمام شبہات کا رد بہت ہی احسن طریقے سے کیا گیا ہے۔ اسی طرح مشہور قراءتوں اور قرأت کی تعریف کے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ عہد صحابہ میں بھی قراء موجود تھے اور فن قرأت کو ایک علم کا درجہ حاصل تھا۔ اسی طرح تعدد قرأت اور قرأت کی نشونما کیسے ہوئی؟ قرأت سبعہ کی شہرت و تدوین اور اسکے مصنفین کے حالات کو زیر قلم لاکر فن قرأت کے تمام پہلوؤں کو سیراب کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت ہی اہم، جامع اور طلباء کے علاوہ اسکالرز کے لئے بھی بہت ہی فائدہ مند ہے۔ فاضل مترجم مولانا محمد ابراہیم فیضی صاحب نے جو اس سے پہلے بھی نادر و اہم کتابوں کا ترجمہ کرچکے ہیں اس کتاب کا تفسیری ترجمہ کرکے اردو داں طبقہ پر احسان فرمایا ہے۔ موصوف نے صنف ترجمہ پر اپنے کمال دسترس کو اس طرح تسلیم کرایا ہے کہ اس ترجمہ کو ترجمہ نہیں بلکہ اصل تصنیف کہنے کو جی چاہتا ہے۔ بہرحال قرآنی موضوعات سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ کتاب ایک انمول تحفہ ہے۔

التفسیر اہل علم کی نظر میں

پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی

وائس چانسلر، یونیورسٹی آف کراچی

Dear Colleague,

I am pleased to have a copy of the valuable publication/ Journal recently published under your able guidance. I realize the amount of time and labour a publication requires before coming out of press.

I apprecaite your dedication and devotion in this regard and congratulate you and your editorial team on this occasion.

I am confident that the publicaion will regularly appear.

Yours Sincerely

Prof. Dr. Pirzada Qasim Raza Siddiqui

ڈاکٹر محمد عبداللہ

شعبہ علوم اسلامیہ،

قائداعظم کیمپس، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

گرامی قدر جناب ڈاکٹر محمد شکیل اوج صاحب

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے اور تعلیم وتحقیق کی سرگرمیوں میں کوشاں ہونگے۔

سب سے پہلے تو راقم کی طرف سے پاکستان میں تفسیر کے موضوع پر منفرد مجلّہ کے اجراء پر مبارکباد قبول فرمائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی اسے تادیر قائم فرمائے۔

اگرچہ آج سے دس بارہ سال قبل اسلام آباد سے قرآنی علوم پر مجلّہ "المیزان" شائع ہوتا رہا جس میں اچھے مضامین شائع ہوئے تھے مگر اب کچھ عرصے سے مفقود الخبر ہوگیا ہے۔ اگرچہ تفسیر اور علوم القرآن سے متعلق دیگر دینی رسائل میں مقالات شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مگر اختصاص کے ساتھ بہت کم ہیں۔ اللہ کرے کہ آپ مجلّہ کا یہ اختصاص برقرار رکھیں۔

پاکستان میں معیاری مجلّہ کا نکالنا اور پھر ان کا معیار برقرار رکھنا، اس سے بھی بڑھ کر باقاعدگی سے شائع کرنا بہت مشکل کام ہے۔ تاہم عزم وہمت اور ٹیم ورک کے ساتھ ممکن ہے۔

ایسے رسائل کا سب سے بڑا مسئلہ وسائل کا ہے۔ پاکستان میں جہاں شرح خواندگی کم ہے۔ اور خرید کر رسالہ پڑھنے والوں کی تعداد اور بھی کم ہے۔ بالخصوص دینی رسائل کا معاملہ تو اس سے بھی فزوں تر ہے۔ اس کے لیے دو اقدامات ناگزیر ہیں:

اول یہ کہ حلقہ احباب / علمی دینی ادارے / کتب خانوں سے درخواست کی جائے کہ وہ سالانہ زر تعاون جمع کروا کر خریدیں۔ (بے شک نمونے کا پرچہ مفت بھجوادیں)۔

دوسرے ملک کے بعض اہل خیر ہیں جو تعاون کے لیے آمادہ ہیں ان سے مختصر اور طویل المیعاد تعاون کی درخواست کی جائے۔ علاوہ ازیں بعض صنعتی وتجارتی ادارے تشہیر کی غرض سے اشتہار دیں۔ امید ہے کہ مجلّہ مالی طور پر مستحکم ہوگا۔

ادارت سے متعلق چند دیگر تجاویز پیش خدمت ہیں:

ا۔ کاغذ اخباری ہے اس کو قدرے بہتر بنائیں۔

۲۔ بہتر ہوگا کہ مقالہ نگاروں کا تعارف پہلے کرائیں۔

۳۔ قرآنی آیات پر اعراب لگوائیے۔ بہتر ہوگا کہ قرآنی ٹیکسٹ پر CD's دستیاب ہیں ان میں سے آیات کو سلیکٹ کر کے لگائیں۔

۴۔ مقالہ اور حوالہ جات کا فونٹ برابر رکھیے۔

۵۔ پرنٹ لیتے وقت ہر سطر کو غور سے دیکھئے۔ الفاظ کو کٹنا یا الگ ہونے سے بچائیے۔ اگر ذیلی عنوان نیچے آرہا ہو تو اگلے صفحے پر لے جائیں۔ سطر کے نیچے الفاظ کے کٹاؤ کا خیال رکھیے۔

آپ کا مجلہ جنوری تا مارچ ۲۰۰۶ء ملاحظہ ہوا۔ ماشاء اللہ تمام مضامین ہی عمدہ ہیں۔ خصوصاً حالیہ زلزلے کے حوالے سے آپ کا تجزیہ قرآن اور تاریخ کی روشنی میں عمدہ کاوش ہے۔ علاوہ ازیں جعفر پھلواروی، غلام رسول سعیدی کے مقالات بھی عمدہ ہیں۔ صحت عامہ کے حوالے سے ڈاکٹر تاج کی بھی اچھی تحریر ہے۔ کوشش یہی کریں کہ مجلے کا غالب حصہ تفسیر سے متعلق ہی رہے۔

کوشش کریں کہ ملک بھر سے تفسیر سے متعلقہ افراد پر مشتمل ایک فہرست تیار کر لیں اور ان سے مقالات تحریر کرائیں۔ فکری و تحقیقی نشست کا اہتمام بھی خوب ہے اس کو مزید بڑھائیں۔ راقم شعبہ سے شائع ہونے والے مجلے میں بطور مدیر معاون کام کر رہا ہے۔ مجلہ العلم آپ کو ارسال کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ تبادلہ خیال جاری رہے گا۔

والسلام

ڈاکٹر محمد عبداللہ

جاوید اقبال

محترم ڈاکٹر اوج صاحب

السلام علیکم!

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہونگے۔ شاید آپ کو یاد ہوگا میں نے کراچی سے آپ سے فون پر بات کی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ ایک سال کیلئے زر سالانہ بھیج دوں گا آپ سہ ماہی مجلہ "التفسیر" شمارہ اول سے بھجوا دیجئے۔ شمارہ دوم فضلی سنز سے مل گیا تھا۔

مضامین کے اعتبار سے مجلّہ میں بہت زیادہ معلومات ملتی ہیں اور یہ سنجیدہ مطالعہ کرنیوالوں

کیلئے خصوصاً قرآن مجید اور علم حدیث کے بارے میں جاننے کیلئے نہایت مفید ہے۔ شمارہ ۲ کے تمام مضامین اہمیت کے حامل ہیں۔ مگر جناب جناب محمد عارف خان صاحب ساقی کا مضمون "شلوار اور پتلون کے پائینچوں کا شرعی حکم۔ ایک تحقیق" پڑھ کر بڑا تعجب ہوا۔ آپ سے درخواست ہے اس مضمون کو دوبارہ ملاحظہ فرمائیے۔ میرے خیال میں اس مضمون کا کوئی ابتدائی پیراگراف سرے سے ہی غائب ہے۔ پھر اگر اس مضمون کو بلا عنوان پڑھیں تو آخر وقت تک پتہ نہیں چلتا کہ موصوف قاری کو کیا بتانا چاہتے ہیں۔ مضمون محض الفاظ کا گورکھ دھندہ اور ادب عرب کے دلائل اور احادیث کے بیان سے صاحب مضمون کی علمیت، قابلیت اور وسعت مطالعہ کا اندازہ تو ہوتا ہے اور قاری تبحر علمی سے خاصا مرعوب ہو جاتا ہے۔ شاید یہی مضمون کا مرکزی خیال ہے۔ ورنہ وہ آسانی سے نہیں سمجھ پاتا کہ موضوع کیا ہے۔

میرے خیال میں کسی بھی محقق کو کوئی بات سمجھانے کیلئے صاف بیانی، فکری تسلسل اور دلائل کو مقصد مضمون کے گرد رکھنا چاہئے نہ کہ مدعا مختفی ہو جائے اور دلائل کی بھرمار سے پڑھنے والے کو پریشان کر دیا جائے۔ مجھے اس مضمون میں کچھ سقم نظر آیا جو میں نے عرض کر دیا باقی مجھے اتنا وسیع تجربہ نہیں کہ تحقیقی مضامین کی گہرائی تک پہنچ سکوں۔ ویسے الحمد للہ میں نے مضمون شروع سے آخر تک پڑھا اور نفس مضمون کو پالیا۔ مگر کیا واقعی بے چارہ ہر قاری آپ کو ایسا ہی ملے گا۔ جیسا کہ یہ کمترین ہے؟ مجلہ میں مضمون کا شائع ہونا یقیناً اس بات کا ثبوت ہے کہ صلائے عام ہے یاران نکتہ دان کیلئے! اتنا سہل ضرور رکھیے کہ قاری نکتہ دان نہ ہوتے ہوئے بھی صاحب مضمون کی بات کو سمجھ لے اور کچھ کر دعائیں دے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ قاری بعد میں آپ کو فون کریں کہ صاحب آپ نے کس صحرائی آبلہ پائی میں ڈال دیا ہے یہ تو ہمارا دشت تمنا بھی نہیں تھا۔ امید ہے آپ مجھ جیسے عام قاری کا بھی خیال فرمائیں گے۔ شکریہ۔

مبلغ =/100 (سو روپیہ) کا چیک بھجوا رہا ہوں اور مجھے بھی اپنی اس محفل فکر و تحریر میں شامل کر لیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

والسلام

جاوید اقبال

عظیم بک ڈپو بھریا روڈ،

ضلع نوشہرو فیروز

محمد طاہر مکی

مفتی مدینۃ العلوم، صدر قرآنی مرکز

مکرمی جناب ڈاکٹر اوج صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

تازہ پرچہ میں معوذتین کی شان نزول سے منسوب جادوئی روایات کے متعلق جناب شیخ غلام رسول سعیدی صاحب کا مضمون پڑھا تو دل باغ باغ ہو گیا۔ عظمت قرآن وعظمت رسالت کے حوالے سے بخاری ومسلم کی متفق علیہ روایات پر یہ محاکمہ اصول اسلام اور خصوصاً اصول احناف کے عین مطابق ہے۔

آپ نے امام احمد رضا بریلوی کی ایک کتاب دکھائی تھی جس میں کسی عدالت کے سوالات کے جواب میں نہایت متوازن نقطہ نظر پیش کیا گیا تھا۔ ان کے بعد یہ متوازن انداز شیخ سعیدی کے ہاں نظر آیا۔ ورنہ عام طور پر اس انداز کو نظر انداز کو ابھرنے نہیں دیا جاتا۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

محمد طاہر

مفتی محمد اسلم نعیمی

صوبائی ترجمان، مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان (سندھ)

گرامی قدر محترمی ومکرمی و مستغنی فاضل جلیل ممتاز اسکالر پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج صاحب

تسلیمات ونگریمات اَڈھیروں دعائیں۔ ڈھیروں سلام

آج اچانک دار العلوم میں آپ کی زیر ادارت شائع ہونے والا سہ ماہی التفسیر نظر گزار ہوا۔ چیدہ چیدہ مضامین دیکھے۔ اچھا علمی، تدقیقی اور فکری پایا۔ عصر حاضر میں ایسے ہی علمی فکری جریدے کی ضرورت تھی۔ ڈاکٹر صاحب قبلہ آپ نے علم شناس طبقہ کی تسکین فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ بطفیل رسول اکرم ﷺ آپ کی فکری بلندیوں کو اور بھی عروج ودوام نصیب فرمائے اور التفسیر کو مقبولیت عامہ وتامہ نصیب فرمائے۔ اور اسکے ذریعے آپ کی علمی فکری سوچ کو اور اجاگر فرمائے۔ اور خدمات جلیلہ اور سعی جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم

دعا گو ودعا جو

محمد اسلم نعیمی

شگفتہ فرحت

بانی وچیئرپرسن، محبان بھوپال فورم

محترم حافظ محمد شکیل اوج صاحب!

السلام علیکم!

مزاج بخیر! جامعہ کراچی کے سہ ماہی مجلے "التفسیر" اپریل، مئی، جون، جولائی، ستمبر، اکتوبر، دسمبر ۲۰۰۵ء کے مشترکہ شمارے مجھے دسمبر میں اویس ادیب انصاری صاحب نے لاکر دیے جو غالباً آپ نے آرٹس کونسل میں کسی صاحب سے بھجوائے تھے۔ بہت بہت شکریہ۔ علمی، فکری، مذہبی، تحقیقی مجلہ "التفسیر" میں آپکی کاوشوں کا مکمل عکس بخوبی نظر آرہا ہے۔ تمام شماروں میں مذہبی پہلو اجاگر ہیں جو ہمیں زندگی کے سیدھے راستے پر چلانے کا درس دیتے ہیں۔ مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے آپ کی کوششیں قابل قدر ہیں۔ سہ ماہی "التفسیر" کی اشاعت وادارت پر اور اتنا شاندار اور جاندار مجلے کے اجراء پر میری اور اویس ادیب انصاری صاحب کی جانب سے دلی مبارکباد قبول فرمایئے۔ امید ہے آئندہ بھی مجلے سے مستفید ہونے کا موقع دیں گے۔

شگفتہ فرحت

....